بسم اللہ الرحمان الرحیم

اسلام و علیکم مفتی صاحب،

آپ سے ایک سوال تھا۔ کچھ اشیاء ایسی ہوتی ہیں جو مخصوص علاقوں سے دیگر علاقوں تک کپڑا، برتن اور دوسرے سامان تعیش طریقے سے لے جاتے ہیں جبکہ بعض اوقات حکومت کے کارندے ان کو پکڑ کر ان کا سامان چھین لیتے ہیں اور پیلام کر دیتے ہیں کیا اس ضبط شدہ اشیاء کی خرید و فروخت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر اپنا جواب اس خط کے ساتھ دیے گئے لفافے میں بھیج دیجیے۔ لفافے پر میرا پتا درج ہے شکریہ۔

سیف الدین
P-549
DHA
لاہور

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً ہر شخص کو فی نفسہ یہ حق حاصل ہے کہ حسب قاعدہ شرع اپنی ضرورت اور پسند کی چیز جس قیمت پر جہاں سے چاہے خرید لے اور اپنی مملوک شی جس قیمت پر جہاں چاہے لے جا کر فروخت کرے لہٰذا کسی بھی علاقے سے مال خریدنا یا کسی بھی علاقے میں لے جا کر مال فروخت کرنا شرعاً فی نفسہ جائز ہے۔ البتہ ایک صحیح اسلامی حکومت کو مصالح عامہ اور ملکی مفاد کی خاطر کسی امر مباح پر پابندی عائد کرنے کا اختیار ہوتا ہے لہٰذا اگر حکومت اسلامیہ مصالح عامہ کے تحت کسی علاقے میں مال لے جانے پر پابندی عائد کرے تو اسکی پابندی کرنا ملک کے باشندوں پر شرعاً بھی لازم ہے۔

جہاں تک اس مال کو ضبط کرنے اور پھر اسکی بیع و شراء کا تعلق ہے تو اسمیں یہ دیکھا جائے گا کہ مال کس بنیاد پر ضبط کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر اسلئے آسانی سے سمجھنے کیلئے ہم واضح اقسام کے اموال سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

① ڈیمریج زیادہ ہونے کی وجہ سے چھوڑا ہوا مال
② ڈیوٹی کا مال
③ جرمانہ کا مال
④ رضامندی سے چھوڑا ہوا مال۔
⑤ لاوارث مال۔

① ڈیمریج زیادہ ہونے کی وجہ سے چھوڑا ہوا مال یعنی وقت پر مال نہ اٹھانے کی وجہ سے اس کا ڈیمریج بڑھ جاتا ہے جبکہ ڈیمریج وصول کرنے کا حق

(جاری ہے...)

Scanned by CamScanner

ان کو حاصل ہے ، کیونکہ بظاہر ڈیمریج اس جگہ کے کرایہ کے طور پر وصول کیا جاتا ہے جہاں یہ سامان رکھا جاتا ہے) اس لئے اس مال کو نیلام کرنا اور عوام کیلئے اس مال کو خریدنا اور اپنے استعمال میں لانا درست ہے ، البتہ واجب شدہ ڈیمریج سے زائد وصول ہونے والی رقم اصل مالکوں یا ان کے ورثاء کو پہنچانا متعلقہ حکام پر شرعاً ضروری ہوگا .

(۲) ڈیوٹی کے مال سے مراد وہ مال ہے جو قانوناً باہر ملک سے منگانے کی اجازت ہوتی ہے مگر حکومت اس پر ڈیوٹی عائد کرتی ہے اور چونکہ حکومت کیلئے بعض صورتوں میں ٹیکس عائد کرنا جائز ہے اور بعض صورتوں میں جائز نہیں لہذا اگر یہ ٹیکس بقدر ضرورت ہو اور معقول ہو اور لوگوں کیلئے قابل برداشت ہو اور وصول کرنے کا طریقہ بھی ایذاء رسانی کا نہ ہو تو حکومت کیلئے ایسا ٹیکس لگانا جائز ہے . اور اگر ان شرائط کا لحاظ نہ کیا جاتا ہو تو وہ یہ ٹیکس ناجائز اور ظالمانہ ہے ، مگر ایک عام آدمی کیلئے یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ یہ ٹیکس مبنی بر انصاف ہے یا ظالمانہ ہے اسلئے ڈیوٹی کے مقابلے میں ضبط کیا جانے والا یہ مال مشکوک ہے .

(۳) جرمانے کے مال سے مراد وہ مال ہے جو قانوناً امپورٹر کو باہر ممالک سے منگانے کی اجازت نہیں ہوتی اور ایسا مال منگانے پر حکومت جرمانہ عائد کرتی ہے - اور چونکہ مالی جرمانہ عائد کرنا ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے - جمہور فقہاء کرام نے اسکی اجازت نہیں دی البتہ دیگر بعض فقہاء کرام کے نزدیک اسکی گنجائش ہے اور مجتہد فیہ مسئلہ میں حاکم کا فیصلہ رافع خلاف ہوتا ہے ، لہٰذا مروجہ قانون کے مطابق اس مال پر جو جرمانہ عائد کیا گیا ہے کسٹمز حکام کو اس امپورٹر سے وصول کرنے کی گنجائش ہے اور جبکہ امپورٹر جرمانہ ادا کرکے اپنا مال وصول ہی نہیں کرتا تو کسٹمز حکام کے لئے اس کو نیلام کرکے جرمانہ کی رقم وصول کرنے کی ان فقہاء کے قول پر گنجائش ہے اور عوام کیلئے اسے خریدنا اور استعمال کرنا بھی اس اصول پر جائز ہونا چاہئے .

(۴) رضامندی سے چھوڑا ہوا مال - یعنی امپورٹر کسی خاص مقصد سے وصول نہیں کرتے اور مقررہ میعاد کا نوٹس دئے جانے کے باوجود اس میعاد میں وصول کرنے کیلئے نہیں آتے اب شرعاً حکومت کیلئے اس مال کو نیلام کرنا جائز ہے کیونکہ یہ لقطہ کے حکم میں ہے اور عوام کیلئے اسے خریدنا اور استعمال کرنا درست ہے .

(۵) اسی طرح اگر کوئی لاوارث مال ہو جسکا مالک معلوم نہ ہو تو وہ بھی مذکورہ نمبر (۴) کے حکم میں ہے .

(بقیہ اگلے ورق پر)

Scanned by CamScanner

نام و پتہ مستفتی

مضمون سوال و جواب

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں اگر نیلام میں اوپر ذکر کردہ ان پانچ قسم کے اموال میں سے صرف ۱ء، نمبر ۳ء، نمبر ۴ء اور نمبر ۵ء کے اموال ہوں تو پھر ان کو نیلام کرنا اور عوام کیلئے اسے خریدنا اور استعمال کرنا جائز ہے اسی طرح اگر یہ اموال دیگر نمبر ۲ء کے اموال سے اس طرح مخلوط ہوں کہ ایک دوسرے سے امتیاز نہ ہوتا ہو مگر ان کی مقدار ۲ء کی بنسبت زیادہ ہو تو بھی ان کو نیلام کرنے اور عوام کے لئے اسے خریدنے اور استعمال کرنے کی گنجائش ہے مگر احتیاط اسمیں ہے کہ نہ خریدے جائیں۔

اور جہاں تک نمبر ۲ء کے اموال کا تعلق ہے تو چونکہ یہ مشکوک ہیں اسلئے اگر نیلام میں صرف اسی قسم کے اموال ہوں یا اگر یہ اموال دیگر ۱ء، ۳ء، نمبر ۴ء اور نمبر ۵ء کی بنسبت زیادہ ہو تو اس صورت میں ان اموال کے خریدنے اور استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (ماخذہٗ تبویب ۸۷/۱۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم

بلال قاضی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۱۴۲۸/۶/۱۶ھ

الجواب صحیح

۱۴۲۸-۶-۱۶

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

ان سوالات کے جواب سے قبل چند اصولی باتیں بطورِ تمہید سمجھنی ضروری ہیں، جس کے بعد ان شاءاللہ نمبر وار جواب تحریر کیا جائے گا۔

پہلی بات یہ کہ بیرون ملک سے تجارت اور خرید و فروخت کرنا فی نفسہٖ اسلامی مملکت کے ہر شہری کا حق ہے، لیکن اگر سرکاری مصالح، زرمبادلہ کی اہمیت، بیرونی ممالک کے قوانین یا عام افراد میں سرمایہ کی کمی وغیرہ جیسے امور کی بناء پر اگر حکومت تجارت کو منظّم کرتے ہوئے بطریقِ عدل خاص خاص تاجروں کو درآمد کی اجازت دے کر ان پر ٹیکس عائد کردے تاکہ ان سے حاصل ہونے والا ٹیکس قومی خزانہ کے ذریعے عام شہریوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو تو اس ٹیکس کے جواز کی گنجائش معلوم ہوتی ہے اور تاجروں کے لیے اس ٹیکس کی ادائیگی بھی شرعاً واجب ہوگی، کیونکہ انہیں درآمد کی خصوصی اجازت دی گئی ہے جب کہ وہ اسلامی مملکت کے تمام شہریوں کا حق تھا، اس لیے ان پر لازم ہوگا کہ عام شہریوں کی فلاح و بہبود کے لیے بطورِ خاص ٹیکس ادا کریں۔ (مگر حکومت پر لازم ہوگا کہ وہ یہ ٹیکس ان حقیقی مصارف میں ہی خرچ کرے جو شریعت اور قانون کے مطابق ہوں۔

دوسری بات یہ کہ اگر اسلامی مملکت عام مسلمانوں کے مفاد کی خاطر کسی امرِ مباح پر وقتی پابندی عائد کردے تو ملک کے باشندوں پر اس کی پابندی شرعاً بھی لازم ہو جاتی ہے اور اس کی خلاف ورزی گناہ اور جرم قرار پاتی ہے اور چونکہ یہ خلاف ورزی جرم اور معصیت ہوگی اس لیے حکومت اپنی صوابدید کے مطابق ایسے شخص کو سزا بھی دے سکتی ہے جس کی تفصیل منسلکہ عربی عبارات میں درج ہے۔

لہٰذا ان باتوں کے پیشِ نظر اگر حکومت درآمدی تجارت کے سلسلہ میں ٹیکس کی ایسی پابندی عائد کرے جو عوام الناس کی مصلحت کے مطابق ہو، اس کی شرح منصفانہ ہو اور اس کا طریقِ کار بھی مناسب ہو تو حکومت کی جانب سے ایسی پابندی عائد کرنا شرعاً جائز ہے اور اس حکم کی پابندی ملک کے ہر باشندہ پر لازم ہے۔ (دیکھیے عبارت نمبر ۱، ۲، ۳)

اس تمہید کے بعد گذارش ہے کہ سوال سے تین صورتیں واضح ہیں:

(۱)۔۔۔ پہلی صورت یہ کہ کسٹم افسران بلاوجہ کسی شخص کی کوئی چیز ضبط کرلیں یا اسے اس بات پر مجبور کردیں کہ وہ چیز چھوڑ کر چلا جائے، جیسا کہ آپ نے سوال میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ”یہی غیر ملکی اشیاء حسبِ ضرورت لانے کی اجازت بھی ہے مثلاً ایک دو کمبل وغیرہ وغیرہ لیکن کچھ لوگوں کی قلیل اشیاء بھی کبھی کبھار ضبط کرلی جاتی ہیں“ تو ایسی صورت میں بلاوجہ ان قلیل اشیاء کو ضبط کرنا صریح ظلم ہوگا، اس ظلم سے توبہ کرنا اور اصل مالک کو تلاش کرکے اس کی اشیاء اسے واپس پہنچانا شرعاً ضروری ہوگا اور جس شخص کو کسی متعین شئ یا اشیاء کے بارے میں اس صورتِ حال کا یقینی طور سے علم ہو اس کے لیے ان اشیاء کو اصل مالک کی اجازت کے بغیر خریدنا یا استعمال کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔ (دیکھیے عبارت نمبر ۴)

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

(۲)۔۔۔دوسری صورت یہ کہ اسمگلر اپنا سامان چھوڑ کر بھاگ جائے اور سامان کا مالک نامعلوم ہو اور کوئی شخص اس سامان کی ملکیت کا دعویٰ بھی نہ کرے تو اس صورت میں لقطہ کا حکم جاری ہوگا، یعنی اس سامان کے مالکوں کو تلاش کیا جائے اگر وہ مل جائیں اور قانونی طور پر ٹیکس دینے کے لیے تیار ہوں تو انہیں ان کا مال قانونی کاروائی کے بعد واپس کر دیا جائے۔ اور اگر اس سامان کے مالک اپنا مال لینے کے لیے نہ آئیں اور ان سے رابطہ بھی ممکن نہ ہو اور اعلان کے باوجود اتنی معتدبہ مدّت بھی گذر جائے کہ ظنِ غالب کے مطابق مالک کی واپسی اب بظاہر ممکن نہ ہو تو یہ سامان لقطہ ہے اور چونکہ یہ لقطہ حکومت کے قبضہ میں ہے اس لیے یہ اشیاء بیچ کر اس کی رقم لاوارث اور محتاج فقراء اور مساکین پر صرف کی جائے کیونکہ لقطہ کے اصل مستحق یہی مذکورہ افراد ہیں۔

لیکن اگر حکومت ان اشیاء کو فروخت کر کے ان کی رقم سرکاری خزانہ میں جمع کر دے اور مصالح مسلمین پر صرف کر دے یا یہ اشیاء قانون کے مطابق اپنے کسی ملازم کو مالکانہ طور پر بطورِ انعام دیدے یا ان اشیاء کو فروخت کر کے ان کی رقم قانون کے مطابق ملازمین میں تقسیم کر دے تو بھی شرعاً ان ملازمین کے لیے یہ اشیاء لینا یا ان کی رقم کا لینا جائز ہوگا، ان ملازمین کے لیے ملکیت ثابت ہو جائے گی اور انہیں یہ اشیاء استعمال کرنے اور آگے فروخت کرنے کی بھی شرعاً اجازت ہوگی۔

اس کی فقہی وجہ یہ ہے کہ احناف کے نزدیک اگرچہ لقطہ کا تصدق واجب ہے مگر یہ صدقاتِ واجبہ میں سے نہیں بلکہ صدقاتِ نافلہ میں سے ہے جن کے مصارف میں عموم ہے، لہٰذا حکمِ حاکم کی وجہ سے غنی کے لیے بھی اس کا استعمال جائز ہو جائے گا، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تو لقطہ کا استعمال (مدتِ تعریف گذرنے کے بعد) غنی کے لیے بلااذن حاکم بھی جائز ہے۔ (دیکھیے عبارت نمبر ۵تا۹)

(۳)۔۔۔تیسری صورت یہ کہ حکومت کا عملہ اس غیر قانونی سامان کو ایئرپورٹ، بندرگاہ وغیرہ سے مالک کی موجودگی میں قانون کے مطابق ضبط کر لے یا تو اس بناء پر کہ حکومت نے اس سامان کے ملک میں لانے پر پابندی لگا رکھی تھی یا اس بناء پر کہ مالک حکومت کا تجویز کردہ ٹیکس ادا کرنے پر راضی نہیں تھا۔ ان دونوں صورتوں میں حکومت کا یہ مال ضبط کرنا "تعزیر بالمال" میں داخل ہوگا جو اصل مذہبِ حنفی کے مطابق جائز نہیں، لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی ایک روایت، بعض فقہاء حنفیہ اور فقہاء مالکیہ کی آراء اور امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم رحمہم اللہ کے مذہب کے مطابق اس کی گنجائش ہے (دیکھیے عبارت نمبر ۱۰تا۳۴)، جس سے اس مسئلہ کا فی الجملہ مجتہد فیہ ہونا واضح ہے، اور اگر کوئی قاضی شرع اسلامی مملکت کی مصلحت کے مطابق امرِ مجتہد فیہ میں خلافِ مذہب فیصلہ کر دے تو وہ چونکہ قضاءً نافذ ہو جاتا ہے (دیکھیے عبارت نمبر ۳۵ اور ۳۶)، اس لیے یہاں بھی اگر حکومت/انتظامی واقعی مصلحت کے پیشِ نظر تعزیر بالمال کا حکم نافذ کر دے (جب کہ اس وقت عملاً صورتِ حال یہی ہے) تو یہ تعزیر بالمال قضاءً بہر حال نافذ ہو جائی گی اور وہ ضبط شدہ مال بیت المال کی ملکیت میں داخل ہو جائے گا جسے حکومت اپنی صوابدید کے مطابق درست مصارف میں خرچ کر سکتی ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

ان تمہیدات کے بعد اب آپ کے سوالوں کا جواب نمبر وار درجِ ذیل ہے:

(۱،۳،۴)۔۔۔ان سوالوں کا جواب یہ ہے کہ ان امور میں ان اموال کا خرچ کرنا بھی جائز ہے اور ملازمین کو لینا بھی جائز ہے، بشرطیکہ ضابطہ کی قانونی کاروائی کے بعد ہو جو خیانت اور خرد برد سے پاک ہو۔

(۲)۔۔۔ایک اسلامی ملک کے جائز قوانین کی پابندی کرواتے ہوئے اگر کوئی شخص ڈاکوؤں یا باغیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید شمار ہوگا۔ (دیکھیے عبارت نمبر ۳۷ اور ۳۸)

(۵)۔۔۔حکومت کی طرف سے بااختیار مجاز افسران کا ملازمین میں سے کسی کو ضبط شدہ مال محکمہ کے ضابطہ کے مطابق بطور انعام دینا جائز ہے اور جس ملازم کو یہ اشیاء ملیں اس کے لئے یہ حلال ہیں۔

(۶)۔۔۔افسر مجاز کی (ضابطہ کے مطابق) قانونی کاروائی کے بغیر کسی ملازم کا ان اشیاء کو لے لینا شرعاً جائز نہیں (یہ چوری اور غصب میں داخل ہے)، البتہ ضابطہ میں اگر اشیاء کے عارضی استعمال کی اجازت ہو تو ضابطہ کی حد تک اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۷)۔۔۔اس تنخواہ کا لینا جائز ہے اور یہ ملازمت صحیح ہے، البتہ ملازم صرف وہ چیز لے سکتا ہے جس کی ضابطہ میں اجازت ہو۔

(۸)۔۔۔ضبط شدہ جائے نماز یا صف پر نماز اس وقت جائز ہے جب کہ قانونی ضابطہ کے مطابق اسے استعمال کرنے کی ملازمین کو اجازت ہو، یہی حکم کھانے پینے کی اشیاء کا ہے۔

(۹)۔۔۔جو سامان خریدا جاچکا ہے اگر وہ حکومت کی اجازت سے قانونی کاروائی کے بعد خریدا گیا ہو تو اس کا استعمال اور اس میں تمام مالکانہ تصرفات جائز ہیں۔ اور اگر غیر قانونی طور پر حکومت کی قانونی اجازت کے بغیر یہ سامان حاصل کیا گیا ہو تو یہ سامان واپس کرنا ورنہ اس کی رقم حکومت کے متعلقہ محکمہ کے خزانہ میں جمع کرانا ضروری ہے۔

(۱۰،۱۱،۱۲)۔۔۔جواب نمبر (۹) میں ذکر کردہ شرط کے مطابق ان جگہوں میں بھی اس سامان کا استعمال شرعاً جائز ہوگا۔

اصاب المجیب وافاد وشفیٰ وکفیٰ، جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

۱۴۱۷/۱/۲۶ھ

دار الافتاء ۹۲/۱۶۷۴

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
دار الافتاء۔ جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴
۱۴۱۶/۱۲/۱۸ھ

Scanned by CamScanner

حکم الجعل ما یضربه السلطان علی الرعیة و طاعته

1...الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (2 / 336)

وقال أبو جعفر البلخي ما يضربه السلطان على الرعية مصلحة لهم يصير دينا واجبا وحقا مستحقا كالخراج، وقال مشايخنا وكل ما يضربه الإمام عليهم لمصلحة لهم فالجواب هكذا حتى أجرة الحراسين لحفظ الطريق واللصوص ونصب الدروب وأبواب السكك وهذا يعرف ولا يعرف خوف الفتنة ثم قال: فعلى هذا ما يؤخذ في خوارزم من العامة لإصلاح مسناة الجيحون أو الربض ونحوه من مصالح العامة دين واجب لا يجوز الامتناع عنه، وليس بظلم ولكن يعلم هذا الجواب للعمل به وكف اللسان عن السلطان وسعاته فيه لا للتشهير حتى لا يتجاسروا في الزيادة على القدر المستحق اهـ.

قلت: وينبغي تقييد ذلك بما إذا لم يوجد في بيت المال ما يكفي لذلك لما سيأتي في الجهاد من أنه يكره الجعل إن وجد فيء

2...بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (7 / 99)

وإذا أمر عليهم يكلفهم طاعة الأمير فيما يأمرهم به، وينهاهم عنه؛ لقول الله – تبارك وتعالى – {يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم} [النساء: 59] وقال – عليه الصلاة والسلام –: «اسمعوا وأطيعوا، ولو أمر عليكم عبد حبشي أجدع ما حكم فيكم بكتاب الله – تعالى» ولأنه نائب الإمام، وطاعة الإمام لازمة كذا طاعته؛ لأنها طاعة الإمام، إلا أن يأمرهم بمعصية فلا تجوز طاعتهم إياه فيها؛ لقوله – عليه الصلاة والسلام –: «لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق» ولو أمرهم بشيء لا يدرون أينتفعون به أم لا، فينبغي لهم أن يطيعوه فيه إذا لم يعلموا كونه معصية؛ لأن اتباع الإمام في محل الاجتهاد واجب، كاتباع القضاة في مواضع الاجتهاد والله تعالى – عز شأنه – أعلم.

3...تكملة حاشية رد المحتار – (1 / 16)

وفي شرح الجواهر: تجب إطاعته فيما أباحه الشرع، وهو ما يعود نفعه على العامة وقد نصوا في الجهاد على امتثال أمره في غير معصية.

(جاری ہے---)

Scanned by CamScanner

4...مشكاة المصابيح – (2 / 165)

وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه " .

حكم اللقطة عند الاحناف والشوافع

5...البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي – (5 / 170)

وأما الغني فلا يجوز له الانتفاع بها فإن كان غير الملتقط فظاهر للحديث فإن لم يجئ صاحبها فليتصدق بها والصدقة إنما تكون على الفقير كالصدقة المفروضة وإن كان الملتقط فكذلك وقال الشافعي يجوز لقوله – عليه السلام – في حديث أبي – رضي الله عنه – «فإن جاء صاحبها فادفعها إليه وإلا فانتفع بها» وكان من الأغنياء ولأنه إنما يباح للفقير حملا له على رفعها صيانة لها والغني يشاركه فيه ولنا أنه مال الغير فلا يباح الانتفاع به إلا برضاه لإطلاق النصوص والإباحة للفقير لما روينا أو بالإجماع فبقي ما وراءه على الأصل والغنى محمول على الأخذ لاحتمال افتقاره في مدة التعريف والفقير قد يتوانى لاحتمال استغنائه فيها وانتفاع أبي – رضي الله عنه – كان بإذن الإمام وهو جائز بإذنه كما في الهداية فقد أفاد أن الغني يجوز له الانتفاع بإذن الإمام لكن على وجه القرض كما قيده به الزيلعي وغيره.

6...الفتاوىٰ الانقروية –(1 / 201)

وان عرف ان اللقطة لذمي لم يتصدق بهاوكانت في بيت المال للنوائب،تتارخانية

7...اعلاء السنن –(13/ 26)

وانتفاع ابي رضي الله عنه كان باذن الامام وهو جائز باذنه،قال المحقق وليس للملتقط ان يتملكها بطريق القرض الا باذن الامام وان كان فقيرا فله ان يصرفها الي نفسه صدقة لا قرضا كما لو كان الفقير غير الملتقط

8...وفيه ايضا–(13/ 29)

وايضا فان بني هاشم انما لاتحل لهم الزكاةوالعشر وصدقة الفطر،وامام ما عدا ذلك من الصدقات النافلة يتحل لهم باتفاق ائمتنا رحمهم الله تعالي،واللقطة وان كانت واجبة التصدق فليست من الصدقات الواجبةبل مصارفها مصارف الصدقات النافلة حيث جاز ان يتصدق علي فقير ذمي كما في رد المحتار عن شرح السير،واذا كان كذالك فيجوز التصدق بها علي هاشمي ،وكذا يجوز للملتقط اذاكان هاشميا

(جاری۔

Scanned by CamScanner

ان ينتفع بها بعد القضاء مدة التعريف ،ودلالة بقية الاثارعلى وجوب التصدق باللقطة وتخيير المالك بين الاجر والغرامة ظاهرة وحمله اذا كان الملتقط غنيا

9...الأم – (4 / 69)

(قال الربيع) سألت الشافعي رحمه الله عمن وجد لقطة قال يعرفها سنة ثم يأكلها إن شاء موسرا كان أو معسرا فإذا جاء صاحبها ضمنها له فقلت له وما الحجة في ذلك فقال السنة الثابتة وروى هذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أبي بن كعب وأمره النبي صلى الله عليه وسلم بأكلها وأبي من مياسير الناس يومئذ وقيل بعد (((وبعد))) (أخبرنا) مالك عن ربيعة بن أبي عبد الرحمن عن يزيد مولى المنبعث عن زيد بن خالد الجهني أنه قال جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فسأله عن اللقطة فقال أعرف عفاصها ووكاءها ثم عرفها سنة فإن جاء صاحبها وإلا فشأنك بها (أخبرنا) مالك عن أيوب بن موسى عن معاوية بن عبد الله بن بدر أن أباه أخبره أنه نزل منزل قوم بطريق الشام فوجد صرة فيها ثمانون دينارا فذكر ذلك لعمر بن الخطاب فقال له عمر عرفها على أبواب المساجد واذكرها لمن يقدم من الشام سنة فإذا مضت السنة فشأنك بها (قال الشافعي) فرويتم عن النبي صلى الله عليه وسلم ثم عن عمر أنه أباح بعد سنة أكل اللقطة ثم خالفتم ذلك فقلتم يكره أكل اللقطة للغني والمسكين

اقوال في جواز التعزير بالمال وهي تدل علي كونه امرا مجتهدا فيه

10...معين الحكام –لعلاء الدين الطرابلسي– (2 / 447)

ومنها : أمره عليه الصلاة والسلام بكسر دنان الخمر وشق ظروفها . صلى الله عليه وسلم يوم خيبر بكسر القدور التي طبخ فيها لحم الحمر الأهلية ثم استأذنوه في غسلها فأذن لهم } ، فدل على جواز الأمرين ؛ لأن العقوبة بالكسر لم تكن واجبة . ومنها : تحريق عمر المكان الذي يباع فيه الخمر .

ومنها تحريق عمر قصر سعد بن أبي وقاص لما احتجب فيه عن الرعية وصار يحكم في داره . ومنها : مصادرة عمر عماله بأخذ شطر أموالهم فقسمها بينهم وبين المسلمين . ومنها : أنه ضرب الذي زور على نقش خاتمه : وأخذ شيئا من بيت المال مائة ، ثم ضربه في اليوم الثاني مائة ، ثم ضربه في اليوم الثالث مائة ، وبه أخذ مالك ؛ لأن مذهبه التعزير يزاد على الحد . ومنها : أن عمر رضي الله عنه لما وجد مع السائل من الطعام فوق كفايته وهو يسأل ، أخذ ما معه وأطعمه إبل الصدقة وغير ذلك مما يكثر تعداده . وهذه قضايا صحيحة معروفة .

قال ابن قيم الجوزية : وأكثر هذه المسائل سائغة في مذهب أحمد .

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

11...معين الحكام –لعلاء الدين الطرابلسي – (2 / 449)

(مسألة) : يجوز التعزير بأخذ المال وهو مذهب أبي يوسف وبه قال مالك ، ومن قال : إن العقوبة المالية منسوخة فقد غلط على مذاهب الأئمة نقلا واستدلالا وليس بسهل دعوى نسخها .

وفعل الخلفاء الراشدين وأكابر الصحابة لها بعد موته صلى الله عليه وسلم مبطل لدعوى نسخها ، والمدعون للنسخ ليس معهم سنة ولا إجماع يصحح دعواهم إلا أن يقول أحدهم : مذهب أصحابنا لا يجوز ، فمذهب أصحابه عنده عياء على القبول والرد .

12...لسان الحكام – لابن الشحنة – (1 / 401)

قال المصنف رحمه الله سمعت من ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضي الولي جاز ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال

13...تبصرة الحكام – لابن فرحون المالكي– (5 / 272)

قال ابن القيم الجوزية وأكثر هذه المسائل شائعة في مذهب أحمد رضي الله عنه وبعضها شائع في مذهب مالك رضي الله عنه ومن قال : إن العقوبة المالية منسوخة فقد غلط مذاهب الأئمة نقلا واستدلالا ، وليس يسهل دعوى نسخها وفعل الخلفاء الراشدين وأكابر الصحابة لها بعد موته صلى الله عليه وسلم مبطل لدعوى نسخها ، والمدعون للنسخ ليس معهم كتاب ولا سنة ولا إجماع بصحيح دعواهم ، إلا أن يقول أحدهم مذهب أصحابنا لا يجوز ، فمذهب أصحابه عنده عيار على القبول والرد ، انتهى .

والتعزير بالمال : قال به المالكية فيه ، ولهم تفصيل ذكرت منه في كتاب الحسبة طرفا ،

14...الطرق الحكمية–لابن قيم الجوزية–مطبعة المدني – (1 / 386)

وأما التعزير بالعقوبات المالية فمشروع أيضا في مواضع مخصوصة في مذهب مالك وأحد قولي الشافعي وقد جاءت السنة عن رسول الله صلى الله عليه و سلم وعن أصحابه بذلك في مواضع

منها إباحته صلى الله عليه و سلم سلب الذي يصطاد في حرم المدينة لمن وجده ومثل أمره صلى الله عليه و سلم بكسر دنان الخمر وشق ظروفها . ومثل أمره لعبد الله بإن عمر أن يحرق الثوبين المعصفرين. ومثل أمره صلى الله عليه و سلم يوم خيبر بكسر القدور التي طبخ فيها لحم الحمر الأنسية ثم استأذنوه في غسلها فأذن لهم فدل ذلك على جواز الأمرين لأن العقوبة لم تكن واجبة بالكسرومثل هدمه مسجد الضرار . ومثل تحريق متاع الغال.ومثل حرمان السلب الذي اساء

(جاری ہے--

Scanned by CamScanner

على نائبه.ومثل إضعاف الغرم على سارق مالا قطع فيه من الثمر والكثر .ومثل إضعافه الغرم على كاتم الضالة ومثل أخذه شطر مال مانع الزكاة عزمة من عزمات الرب تبارك وتعالى.ومثل أمره لابس خاتم الذهب بطرحه فلم يعرض له أحد .ومثل تحريق موسى عليه السلام العجل وإلقاء برادته في اليم .ومثل قطع نخيل اليهود إغاظة لهم.ومثل تحريق عمر وعلي رضي الله عنهما المكان الذي يباع فيه الخمر .ومثل تحريق عمر قصر سعد بن أبي وقاص لما احتجب فيه عن الرعية .وهذه قضايا صحيحة معروفة وليس يسهل دعوى نسخها .ومن قال إن العقوبات المالية منسوخة وأطلق ذلك فقد غلط على مذاهب الأئمة نقلا واستدلالا فأكثر هذه المسائل سائغ في مذهب أحمدوغيره وكثير منها سائغ عند مالك وفعل الخلفاء الراشدين وأكابر الصحابة لها بعد موته صلى الله عليه و سلم مبطل أيضا لدعوى نسخها والمدعون للنسخ ليس معهم كتاب ولا سنة ولا إجماع يصحح دعواهم إلا أن يقول أحدهم مذهب أصحابنا عدم جوازها فمذهب أصحابه عيار على القبول والرد وإذا ارتفع عن هذه الطبقة ادعى أنها منسوخة بالإجماع وهذا غلط أيضا فإن الأمة لم تجمع على نسخها ومحال أن ينسخ الإجماع السنة ولكن لو ثبت الإجماع لكان دليلا على نص ناسخ.....وكلامه جارٍ

15...الحسبة لابن تيمية – (1 / 73)

و ((التعزير بالعقوبات المالية)) مشروع أيضًا في مواضع مخصوصة في مذهب مالك في المشهور عنه ، ومذهب أحمد في مواضع بلا نزاع عنه ، وفي مواضع فيها نزاع عنه ، والشافعي في قول ، وإن تنازعوا في تفصيل ذلك — ثم بعد ذكر الدلائل عن الجواز قال — ومن قال : إن العقوبات المالية منسوخة وأطلق ذلك عن أصحاب مالك وأحمد فقد غلط على مذهبهما ، ومن قاله مطلقًا من أي مذهب كان : فقد قال قولًا بلا دليل ، ولم يجئ عن النبي صلى الله عليه وسلم شيء قط يقتضي أنه حرم جميع العقوبات المالية ، بل أخذ الخلفاء الراشدين وأكابر أصحابه بذلك بعد موته دليل على أن ذلك محكم غير منسوخ .

Scanned by CamScanner

اقوال الفقهاء الذين ذكروا قول الجواز ولكن رجحوا عدم جوازه عند الجمهور

16...حاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (4 / 61)

مطلب في التعزير بأخذ المال (قوله لا بأخذ مال في المذهب) قال في الفتح: وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال. وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز. اهـ. ومثله في المعراج، وظاهره أن ذلك رواية ضعيفة عن أبي يوسف. قال في الشرنبلالية: ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه اهـ ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان (قوله وفيه إلخ) أي في البحر، حيث قال: وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. وفي المجتبى لم يذكر كيفية الأخذ وأرى أن يأخذها فيمسكها، فإن أيس من توبته يصرفها إلى ما يرى. وفي شرح الآثار: التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ. اهـ. والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال، وسيذكر الشارح في الكفالة عن الطرسوسي أن مصادرة السلطان لأرباب الأموال لا تجوز إلا لعمال بيت المال: أي إذا كان يردها لبيت المال

17...حاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (5 / 334)

[فائدة مصادرة السلطان لأرباب الأموال]

(قوله: إلا لعمال بيت المال) أي إذا كان يرده لبيت المال أو على أربابه إن علموا كما ذكره في آخر العبارة.

(قوله: رواه الحاكم وغيره) أخرج في الدر المنثور في سورة يوسف في قوله تعالى {اجعلني على خزائن الأرض} [يوسف: 55] ، قال أخرج ابن أبي حاتم والحاكم عن أبي هريرة قال: استعملني عمر على البحرين ثم نزعني وغرمني اثني عشر ألفا ثم دعاني بعد إلى العمل فأبيت، فقال لم، وقد سأل يوسف العمل وكان خيرا منك، فقلت: إن يوسف – عليه السلام – نبي ابن نبي ابن نبي ابن نبي وأنا ابن أمية وأخاف أن أقول بغير علم وأفتي بغير علم أن يضرب ظهري ويشتم عرضي ويؤخذ مالي اهـ بحر.

قلت: ولعل مذهبه أن هدية العمال جائزة، بخلاف مذهب عمر، فلذا غرمه

18...الفتاوي التتارخانية–(98/5)

ولم يذكر محمد التعزير بأخذ المال وقد قيل روي عن أبي يوسف أن التعزير من السلطان بأخذ المال جائز كذا في الظهيرية وفي الخلاصة سمعت عن ثقة أن التعزير

(جاری ہے---)

Scanned by CamScanner

بأخذ المال إن رأى القاضي ذلك أو الوالي جاز ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال اهـ

19...البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي – (5 / 44)

ولم يذكر محمد التعزير بأخذ المال وقد قيل روي عن أبي يوسف أن التعزير من السلطان بأخذ المال جائز كذا في الظهيرية وفي الخلاصة سمعت عن ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضي ذلك أو الوالي جاز ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال اهـ.

وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي وفي المجتبى لم يذكر كيفية الأخذ وأرى أن يأخذها فيمسكها فإن أيس من توبته يصرفها إلى ما يرى وفي شرح الآثار التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ. اهـ.

والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال، وأما التعزير بالشتم فلم أره إلا في المجتبى قال وفي شرح أبي اليسر التعزير بالشتم مشروع ولكن بعد أن لا يكون قاذفا

20...الفتاوي الانقروية–(157/1)

والتعزير باخذ المال ان رأي المصلحة فيه جاز قال خاتمة المجتهدين مولانا ركن الدين الوانجاني الخوارزمي معناه ان يأخذه ويودعه فان تاب يرده عليه كما عرف في خيول البغاةوسلاحهم وصوبه الامام ظهير الدين و التمرتاشي الخوارزمي ومن جملته من لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره باخذ المال–والحاصل ان المذهب عدم التعزير باخذ المال

21...خلاصة الفتاوى – (4 / 444)

قال المصنف رحمه الله سمعت من ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضي أو الولي جاز ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال

22...فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي – (12 / 156)

وعن أبي يوسف : يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال ، وعندهما وباقي الأئمة الثلاثة لا يجوز . وما في الخلاصة سمعت من ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضي ذلك ، أو الوالي جاز ، ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال مبني على اختيار من قال بذلك من المشايخ كقول أبي يوسف .

23...كشاف القناع عن متن الإقناع –للبهوتي – (1 / 2)

(ولا جرحه ولا أخذ شيء من ماله) لأن الشرع لم يرد بشيء من ذلك عن أحد يقتدى به ولأن الواجب أدب والأدب لا يكون بالإتلاف

(جاری ہے---)

Scanned by CamScanner

24...التشريع الجنائي الاسلامي-(705/1)

عقوبة الغرامة: من المسلم به أن الشريعة عاقبت على بعض الجرائم التعزيرية بعقوبة الغرامة, من ذلك أنها تعاقب على سرقة الثمر المعلق بغرامة تساوي ثمن ما سرق مرتين فوق العقوبة التي تلائم السرقة, وذلك قول الرسول - صلى الله عليه وسلم -: "ومن خرج بشيء فعليه غرامة مثليه والعقوبة", ومن ذلك عقوبة كاتم الضالة فإن عليه غرامتها ومثلها معها, ومن ذلك تعزير مانع الزكاة بأخذ شطر ماله.

ولكن الفقهاء بالرغم من هذا اختلفوا فيما إذا كان من الجائز جعل الغرامة عقوبة عامة يمكن الحكم بها في كل جريمة، فرأى البعض أن الغرامة المالية يصح أن تكون عقوبة تعزيرية عامة, ورأى البعض أنه لا يصح أن تكون الغرامة عقوبة عامة.

والذين يعترضون على الغرامة المالية يحتجون بأنها كانت مقررة على عهد الرسول ونسخت, وأنها غير صالحة كوسيلة من وسائل محاربة الإجرام, وأنه يخشى أن يكون في إباحة الغرامة المالية ما يغري الحكام الظلمة بمصادرة أموال الناس بالباطل.

وتشدد بعض من أجازوا الغرامة عقوبة عامة, فاشترطوا أن تكون الغرامة عقوبة تهديدية بحيث يحصل المال ويحبس المحكوم عليه حتى ينصلح حاله, فإن صلح حاله رد إليه ماله, وإن لم ينصلح حاله أنفق المال على جهة من جهات البر.

ويمكن أن يؤيد الرأي المعارض في الغرامة المالية بأن جعل الغرامة عقوبة أساسية يؤدي إلى تمييز الأغنياء على الفقراء؛ لأن الغني يستطيع أن يدفع دائماً أما الفقير فلا يستطيع ذلك, ومن ثم فلا يمكن أن يعاقب بالغرامة وهي أخف بكثير من بعض العقوبات الأخرى....وكلامه جارٍ

25...التعزير في الشريعة الاسلامية-للدكتور عبدالعزيز عامر-(332)

اختلف الفقهاءفي مشروعية التعزير باخذ المال،فمنهم من يراه مشروعا ومنهم من يمنعه،والاصل في مذهب ابي حنيفة ان التعزير باخذ المال غير جائز،فابو حنيفة ومحمد لايجيزانه،بل لم يذكر محمد في كتاب من كتبه.

اماابو يوسف فقد روي عنه ان الزجروالتعزير باخذ المال من الجاني جائز،ان رؤيت في ذلك مصلحة وقد ورد في بعض كتب الفقه ان التعزير باخذ المام جائز دون ذكر ان ذلك قول ابي يوسف.ولعل هذه الروايةمم يعزز مذهب ابي يوسف.

ومثل من يقول بهذا النوع من التعزير بجواز تعزير من لايحضر الجماعة باخذ المال منه ،وكذلك من يجلس في مجلس الشرب دون ان يشرب.

وعن الشافعي:التعزير بالعقوبات المالية مشروع في قول ولو ان هناك نزاع في تفصيل ذلك.

(جاری ہے---

Scanned by CamScanner

وهو كذلك في مذهب مالك في المشهور عنه،وفي مواضع مخصوصة في هذا المذهب،اذ يعزر بها في جرائم معينة.

وهو في مذهب احمد مشروع باتفاق في مواضع و باختلاف في مواضع اخرى

26...الفقه الإسلامي وأدلته – (7 / 518)

التعزير بالمال: لا يجوز التعزير بأخذ المال في الراجح عند الأئمة (2) لما فيه م تسليط الظلمة على أخذ مال الناس، فيأكلونه. وأثبت ابن تيمية وتلميذه ابن القيم أن التعزير بالعقوبات المالية مشروع في مواضع مخصوصة في مذهب مالك في المشهور عنه، ومذهب أحمد وأحد قولي الشافعي، كما دلت عليه سنة رسول الله صلّى الله عليه وسلم مثل أمره بمضاعفة غرم ما لا قطع فيه من الثمر المعلّق والكثر (جمّار النخل)، وأخذه شطر مال مانع الزكاة، عزمة مات الرب تبارك وتعالى، ومثل تحريق عمر وعلي رضي الله عنهما المكان الذي يباع فيه الخمر، ونحوه كثير. ومن قال كالنووي وغيره: إن العقوبات المالية منسوخة، وأطلق ذلك، فقد غلط في نقل مذاهبالأئمة والاستدلال عليها.

معنى التعزير بأخذ المال :

روي عن أبي يوسف: أنه يجوز للسلطان التعزير بأخذ المال. ومعنى التعزير بأخذ المال على القول عند من يجيزه: هو إمساك شيء من مال الجاني عنه مدة، ليتزجر عما اقترفه، ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه، أو لبيت المال؛ كما يتوهم الظلمة؛ إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي.

قال ابن عابدين: وأرى أن يأخذ الحاكم مال الجاني، فيمسكه عنده، فإن أيس من توبته، يصرفه إلى ما يرى من المصلحة.

وأما مصادرة السلطان لأرباب الأموال فلا تجوز إلا لعمال بيت المال، على أن يردها لبيت المال (2) . وصادر عمر طعاماً من سائل وجده أكثر من كفايته، وتصادر الأموال من كسب غير مشروع.

اقوال في عدم جواز التعزير بالمال عند اصحاب المذاهب المتبوعة

27...معالم السنن لأبي سليمان الخطابي – (2 / 42)

وقال الشافعي لا يحرق رحله ولا يعاقب الرجل في ماله إنما يعاقب في بدنه جعل الله الحدود على الأبدان لا على الأموال ، وإلى هذا ذهب مالك ولا أراه إلاّ قول أصحاب الرأي ،

28...البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي – (5 / 44)

والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال

Scanned by CamScanner

29...معالم السنن لأبي سليمان الخطابي – (2 / 42)

وقال الشافعي لا يحرق رحله ولا يعاقب الرجل في ماله إنما يعاقب في بدنه جعل الله الحدود على الأبدان لا على الأموال ، وإلى هذا ذهب مالك ولا أراه إلا قول أصحاب الرأي ،

30...حاشية الدسوقي – (4 / 355)

ولا يجوز التعزير بأخذ المال إجماعا وما روي عن الإمام أبي يوسف صاحب أبي حنيفة من أنه جوز للسلطان التعزير بأخذ المال فمعناه كما قال البزازي من أئمة الحنفية أن يمسك المال عنده مدة لينزجر (((لينزجر))) ثم يعيده إليه لا أنه يأخذه لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز أخذ مال مسلم بغير سبب شرعي أي كشراء أو هبة

ملحوظة:الدلائل التي تدل علي عدم جواز التعزير بالمال عند اصحاب مذاهب المتبوعةفقد استوعبها الشيخ المفتي رشيد احمد(رحمه الله تعالي) في رسالته المسماة بـــ "تحرير المقال في التعزير بالمال"،فبعض منها ما مر،وبعض منها ما يلي،ولمزيد من التفصيل راجع اليها(542/5)

31...الفتاوى الهندية – (2 / 167)

عند أبي يوسف – رحمه الله تعالى – يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال وعندهما وباقي الأئمة الثلاثة لا يجوز كذا في فتح القدير. ومعنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنده مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي كذا في البحر الرائق.

32...حاشية الصاوي على الشرح الصغير – (10 / 363)

وأما التعزير بأخذ المال فلا يجوز إجماعا ، وما روي عن الإمام أبي يوسف صاحب أبي حنيفة من جواز التعزير للسلطان بأخذ المال فمعناه كما قال البرادعي من أئمة الحنفية أن يمسك المال عنده مدة لينزجر ثم يعيده إليه لا أنه يأخذ لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة ، إذ لا يجوز أخذ مال مسلم بغير سبب شرعي وفي نظم العمليات : ولم تجز عقوبة بالمال أو فيه عن قول من الأقوال

33...حواشي الشرواني والعبادي – (9 / 179)

ولا يجوز على الجديد بأخذ المال انتهى

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

34...المغني – ابن قدامة – (10 / 324)

فصل : والتعزير يكون بالضرب والحبس والتوبيخ ؟ ولا يجوز قطع شيء منه ولا جرحه ولا أخذ ماله لأن الشرع لم يرد بشيء من ذلك عن أحد يقتدى به ولأن الواجب أدب والتأديب لا يكون بالاتلاف

حكم قضاء القاضي بغير مذهبه

35...بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (7 / 14)

وأما بيان ما ينفذ من القضايا، وما ينقض منها إذا رفع إلى قاض آخر فنقول – وبالله التوفيق: قضاء القاضي الأول لا يخلو إما أن وقع في فصل فيه نص مفسر من الكتاب العزيز، والسنة المتواترة، والإجماع، وإما أن وقع في فصل مجتهد فيه من ظواهر النصوص والقياس، فإن وقع في فصل فيه نص مفسر من الكتاب، أو الخبر المتواتر، أو الإجماع، فإن وافق قضاؤه ذلك نفذ ولا يحل له النقض؛ لأنه وقع صحيحا قطعا، وإن خالف شيئا من ذلك يرده؛ لأنه وقع باطلا قطعا.

وإن وقع في فصل مجتهد فيه فلا يخلو إما أن كان مجمعا على كونه مجتهدا فيه، وإما أن كان مختلفا في كونه مجتهدا فيه، فإن كان ذلك مجمعا على كونه محل الاجتهاد، فإما أن كان المجتهد فيه هو المقضي به، وإما أن كان نفس القضاء، فإن كان المجتهد فيه هو المقضي به، فرفع قضاؤه إلى قاض آخر؛ لم يرده الثاني، بل ينفذه؛ لكونه قضاء مجمعا على صحته؛ لما علم أن الناس على اختلافهم في المسألة اتفقوا على أن للقاضي أن يقضي بأي الأقوال الذي مال إليه اجتهاده، فكان قضاؤه مجمعا على صحته، فلو نقضه إنما ينقضه بقوله.

وفي صحته اختلاف بين الناس فلا يجوز نقض ما صح بالاتفاق بقول مختلف في صحته؛ ولأنه ليس مع الثاني دليل قطعي بل اجتهادي، وصحة قضاء القاضي الأول ثبت بدليل قطعي، وهو إجماعهم على جواز القضاء بأي وجه اتضح له، فلا يجوز نقض ما مضى بدليل قاطع بما فيه شبهة؛ ولأن الضرورة توجب القول بلزوم القضاء المبني على الاجتهاد، وأن لا يجوز نقضه؛ لأنه لو جاز نقضه يرفعه إلى قاض آخر يرى خلاف رأي الأول فينقضه، ثم يرفعه المدعي إلى قاض آخر يرى خلاف رأي القاضي الثاني فينقض نقضه، ويقضي كما قضى الأول فيؤدي إلى أن لا تندفع الخصومة والمنازعة أبدا، والمنازعة سبب الفساد، وما أدى إلى الفساد فساد.

(جاری ہے---)

Scanned by CamScanner

36...اصول الافتاء و أدابه –(220)

اذا ولي الامام قاضيا ولم يقيده مذهب بعينه،وكان القاضي مجتهدا،فقضي بما خالف مذهب غيره،نفذ قضاءه ما دامت المسألة مجتهدا فيها،فلو سئل المفتي اجاب بنفاذ قضاءه،ولو كان القضاء خلاف مذهبه ،فهي الصورة الثالثة من الصور التي يفتي فيها المفتي بغير مذهبه،وذلك لما اتفق عليه الفقهاء من ان الحكم الحاكم او قضاء القاضي رافع للخلاف

اقسام الشهيد

37...الدر المختار – (2 / 249)

(وكذا) يكون شهيدا (لو قتله باغ أو حربي أو قاطع طريق ولو) تسببا أو (بغير آلة جارحة)

38...الفتاوى الهندية – (1 / 167)

وهو في الشرع من قتله أهل الحرب والبغي وقطاع الطريق أو وجد في معركة وبه جرح أو يخرج الدم من عينيه أو أذنه أو جوفه أو به أثر الحرق أو وطئته دابة العدو وهو راكبها أو سائقها أو كدمته أو صدمته بيدها أو برجلها أو نفروا دابته بضرب أو زجر فقتلته أو طعنوه فألقوه في ماءأو نار أو رموه من سور أو أسقطوا عليه حائطا أو رموا نارا فينا أو هبت بها ريح إلينا أو جعلوها في طرف خشب رأسها عندنا أو أرسلوا إلينا ماء فاحترق أو غرق مسلم أو قتله مسلم ظلما ولم تجب به دية كذا في الكافي وكذا إن قتله أهل الذمة أو المستأمنون هكذا في العيني شرح الهداية...

Scanned by CamScanner